ازعدالت عظمیٰ

بسنت کمار سارکر اور دیگر

بنام

ایگل رولنگ ملز لمیٹڈ، اور دیگر

(پی۔بی۔گجیندر گڈکر، سی۔جے۔، کے۔این۔وانچو، جے۔سی۔
شاہ، این۔راجگوپالا آیانگر اور ایس۔ایم۔سکری جے۔)

ایمپلائز اسٹیٹ انشورنس ایکٹ (1948 کا XXXIV) دفعہ 1 (3) آئینی جواز مرکزی حکومت نوٹیفکیشن کے ذریعے ایکٹ کی دفعات کو لاگو کرنے کا اختیار رکھتی ہے-اگرضرورت سے زیادہ ڈیلیگیشن،

مدعا علیہ نمبر 1 کے کارکنوں کی حیثیت سے اپیل کنندگان تینوں مدعا علیہان کے خدشات میں مدعا علیہان نمبر 1 کے زیر انتظام ایک اچھی طرح سے آراستہ ہسپتال میں بہت اعلی درجے کے مفت طبی فوائد حاصل کر رہے تھے۔جواب دہندہ نمبر 3۔یونین آف انڈیا نے ایمپلائز اسٹیٹ انشورنس ایکٹ کی دفعہ 1 (3) کے تحت ایک نوٹیفکیشن جاری کیا جس میں 28 اگست 1960 کو اس تاریخ کے طور پر مقرر کیا گیا جس پر ریاست بہار کے کچھ علاقوں میں ایکٹ کی کچھ دفعات نافذ ہونی چاہئیں اور جس علاقے میں اپیل کنندگان کام کر رہے تھے وہ ایکٹ کے دائرہ کار میں آیا۔مذکورہ نوٹیفکیشن کی پیروی میں، مدعا علیہ نمبر 1 کے چیف ایگزیکٹو آفیسر نے اپیل گزاروں کو نوٹس جاری کیے کہ ایکٹ کے تحت قابل قبول حد تک طبی فوائد مقررہ دن سے بیمہ شدہ افراد کو فراہم نہیں کیے جائیں گے اور اس کے بعد طبی فوائد ایکٹ کی متعلقہ دفعات کے تحت ہوں گے۔اپیل گزاروں نے ہائی

کورٹ میں ایک رٹ پٹیشن میں ایکٹ کی دفعہ 1 (3) کے جواز اور اس کے تحت جاری کردہ نوٹیفکیشن کی قانونی حیثیت کو اس بنیاد پر چیلنج کیا کہ یہ آئین کے آرٹیکل 14 کی خلاف ورزی کرتا ہے اور حد سے زیادہ سونپنے حوالگی کے نقصان سے دوچار ہے۔ ہائی کورٹ نے عرضی کو مسترد کر دیا اور رٹ درخواستوں کو خارج کر دیا۔ خصوصی اجازت کی طرف سے اپیل پر اپیل گزاروں نے دعوی کیا کہ ایکٹ کی دفعہ 1 (3) ضرورت سے زیادہ حوالگی کا شکار ہے اور اس لیے یہ غلط ہے۔

قرار دیا: (1) ایکٹ کی دفعہ 1 (3) تفویض شدہ قانون سازی کی مثال بالکل نہیں ہے، اسے مشروط قانون سازی کے طور پر بیان کیا جا سکتا ہے۔ اس کا مقصد مرکزی حکومت کو ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے ایمپلائز اسٹیٹ انشورنس کی اسکیم کے انتظام کے لیے ایک کارپوریشن قائم کرنے کا اختیار دینا ہے۔ اس بارے میں کہ نوٹیفکیشن کب جاری کیا جانا چاہیے اور کن فیکٹریوں کے حوالے سے اسے جاری کیا جانا چاہیے، مرکزی حکومت کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے اور یہ وہی ہے جو عام طور پر مشروط قانون سازی کے ذریعے کیا جاتا ہے۔

کوئین بمقابلہ بورا، 5. I. A. 178، پر انحصار کیا۔

(ii) یہ فرض کرتے ہوئے کہ سونپنے کا ایک عنصر موجود ہے، عرضی بھی اتنی ہی غیر مستحکم ہے، کیونکہ ایکٹ کی متعلقہ دفعات اور خود ایکٹ کی اسکیم کے ذریعے کافی رہنمائی دی گئی ہے۔ چیزوں کی نوعیت میں، مقننہ کے لیے یہ فیصلہ کرنا ناممکن ہوتا کہ کن علاقوں میں اور کن فیکٹریوں کے سلسلے میں ایمپلائز اسٹیٹ انشورنس کارپوریشن قائم کی جانی چاہیے۔ یہ بات واضح ہے کہ اس قسم کی اسکیم، اگرچہ بہت فائدہ مند تھی، لیکن پورے ملک میں ایک ساتھ متعارف نہیں کرائی جا سکی۔

ایسے فائدہ مند اقدامات جن کے لیے محتاط تجربے کی ضرورت ہوتی ہے انہیں بعض اوقات مراحل کے ذریعے اور مختلف مراحل میں اپنانا پڑتا ہے، اور اس لیے لامحالہ، ایکٹ کے ذریعے تجویز کردہ قانونی فوائد کو بڑھانے کا سوال مناسب حکومت کی صوابدید پر چھوڑنا پڑتا ہے۔ یہ ضرورت سے زیادہ حوالگی کے مترادف نہیں ہوسکتا۔

ایڈورڈ ملز کمپنی لمیٹڈ بیور بمقابلہ دی اسٹیٹ آف اجمیر،]1955[1 ایس سی آر ۔735، میسرز بھیکوسا یاماسا کشتریا بمقابلہ سنگامنر اکولا تعلقہ بیڑی کامگر یونین،]1963[1 سپ ۔ایس ۔سی ۔آر ۔ 524 اور بھیکوسا یاماسا کہتریوا بمقابلہ یونین آف انڈیا،]1964[1 ایس ۔سی ۔آر ۔860 کے بعد:

شہری اپیل کا عدالتی فیصلہ: 1962 کی سول اپیل نمبر 721-723۔

متفرق میں پٹنہ ہائی کورٹ کے یکم مارچ 1961 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔ عدالتی مقدمات نمبر 1167، 1122 اور 1235 کے 1960۔

اپیل گزاروں کی طرف سے (تمام اپیلوں میں) این سی چٹرجی، راج بہاری سنگھ اور ادے پرتاپ سنگھ۔

بی پی سنگھ، این پی سنگھ اور آئی این شراف، مدعا علیہ نمبر 1 (تمام اپیلوں میں) کے لیے سی ۔کے ۔ڈیفتری، اٹارنی جنرل، این ۔ایس ۔ بندرا۔ وی ڈی مہاجن اور بی آر جی کے اچار، جواب دہندگان نمبر 2 اور 3 کے لیے۔

26 فروری 1964 ۔عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

گجیندر گڈکر ۔سی ۔جے۔ مختصر سوال جو خصوصی اجازت کے ذریعے ان اپیلوں میں پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا ایمپلائز اسٹیٹ انشورنس ایکٹ، 1948 (1948 کا نمبر 34) (جسے اس کے بعد ایکٹ کہا جاتا ہے) کی دفعہ 1 (3) غلط ہے۔ پٹنہ ہائی کورٹ کے سامنے دائر اپنی رٹ درخواستوں کے ذریعے، اپیل کنندگان جو تین مدعا علیہان کے کارکن ہیں، بالترتیب ایگل رولنگ ملز لمیٹڈ، کمار دھوبی انجینئرنگ ورکس لمیٹڈ،

اورکمار دھوبی فائر کلے اور سیلیکا ورکس لمیٹڈ نے الزام لگایا کہ اعتراض شدہ سیکشن نے آئین کے آرٹیکل 14 کی خلاف ورزی کی ہے، اور حد سے زیادہ ڈیلیگیشن کی برائی کا شکار ہے، اور اس طرح یہ غلط ہے۔ ان آجروں کو مدعا نمبر 1 کے طور پر شامل کیا گیا تھا۔ بالترتیب تین رٹ درخواستوں میں۔ ہائی کورٹ نے عرضی کو مسترد کر دیا ہے اور اپیل گزاروں کی طرف سے دائر رٹ درخواستوں کو اسی کے مطابق خارج کر دیا گیا ہے۔

یہ ہائی کورٹ کے اس فیصلے کے خلاف ہے کہ اپیل کنندگان اس عدالت میں آئے ہیں اور بالترتیب تینوں آجروں کو شامل کیا ہے۔ تینوں اپیلیں ایک جیسے حقائق پر آگے بڑھتی ہیں اور قانون کا ایک جیسا سوال اٹھاتی ہیں اور اس لیے ان کی سماعت ایک ساتھ کی گئی ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تینوں اپیلوں میں جواب دہندگان نمبر 1 ایم/ایس برڈ اینڈ کمپنی لمیٹڈ ایک جنرل منیجر کے ذریعے، اور اپیل کنندگان ان کے کارکن ہیں۔ ایسے کارکنوں کے طور پر، اپیل کنندگان کو کسی بھی قیمت کے بغیر بہت زیادہ آرڈر کے تسلی بخش طبی فوائد مل رہے تھے۔ ہر اپیل میں مدعا علیہ نمبر 1 نے ایک اچھی طرح سے آراستہ ہسپتال برقرار رکھا جس میں کارکنوں، ان کے خاندانوں اور ان پر منحصر افراد کے لیے 60 مستقل بستروں کی فراہمی تھی۔ اپیل گزاروں کی طرف سے کی گئی بنیادی شکایت یہ ہے کہ ایکٹ کی دفعہ 1 (3) کے نتیجے میں، اپیل گزاروں کو اب کم تسلی بخش نوعیت کے طبی فوائد سے مطمئن ہونا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اعتراض شدہ سیکشن کی صداقت کو چیلنج کیا اور اس کے تحت جاری کردہ نوٹیفکیشن کی قانونی حیثیت کو چیلنج کیا۔ ان رٹ درخواستوں کے ساتھ ساتھ اپیلوں کے لیے، ایمپلائز اسٹیٹ انشورنس کارپوریشن اور یونین آف انڈیا کو بالترتیب جواب دہندگان 2 اور 3 کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔

22 اگست، 1960 کو مدعا علیہ نمبر 3 نے دفعہ 1، ذیلی دفعہ (3) کے تحت ایک نوٹیفکیشن جاری کیا جس میں 28 اگست، 1960 کو وہ تاریخ مقرر کی گئی جس پر ریاست بہار کے کچھ علاقوں میں ایکٹ کی کچھ دفعات نافذ ہونی چاہئیں۔ اس نوٹیفکیشن کے

ذریعے، وہ علاقہ جس میں اپیل کنندہ کام کر رہے ہیں، ایکٹ کے دائرہ کار میں آیا۔ مذکورہ نوٹیفکیشن کے مطابق، مدعا علیہ نمبر 1 کے چیف ایگزیکٹو آفیسر نے 25 اگست 1960 کو اپیل گزاروں کو مطلع کیا کہ قانون کے تحت قابل قبول حد تک اندرونی اور بیرونی علاج سمیت طبی فوائد مقررہ دن سے بیمہ شدہ افراد کو فراہم نہیں کیے جائیں گے۔ اس سلسلے میں ایک نوٹس مذکورہ افسر کی طرف سے باضابطہ طور پر جاری اور شائع کیا گیا تھا۔ اسی طرح کے نوٹس جاری کیے گئے تھے جن میں اپیل گزاروں کو اشارہ کیا گیا تھا کہ اس کے بعد طبی فوائد ایکٹ کی متعلقہ دفعات کے تحت ہوں گے نہ کہ ان انتظامات کے ذریعے جو اس سلسلے میں مدعا علیہ نمبر 1 نے پہلے کیے تھے۔ یہ، مختصر طور پر، موجودہ رٹ درخواستوں کی مسودہ اور فریقین کے درمیان تنازعہ کی نوعیت ہے۔

مسٹر چٹرجی نے ہمارے سامنے جو پہلا نکتہ اٹھایا ہے وہ یہ ہے کہ ایکٹ کی دفعہ 1 (3) ضرورت سے زیادہ حوالگی کا شکار ہے اور اس لیے یہ غلط ہے۔ اس دلیل کی صداقت پر غور کرنے کے لیے، سیکشن 1، ذیلی سیکشن (3) کو پڑھنا ضروری ہے:—

"یہ ایکٹ ایسی تاریخ یا تاریخوں پر نافذ ہوگا جو مرکزی حکومت سرکاری گزٹ میں نوٹیفکیشن کے ذریعے مقرر کرے، اور اس ایکٹ کی مختلف دفعات اور مختلف ریاستوں یا اس کے مختلف حصوں کے لیے مختلف تاریخیں مقرر کی جا سکتی ہیں۔

دلیل یہ ہے کہ مرکزی حکومت کو نوٹیفکیشن کے ذریعے ایکٹ کی دفعات کو لاگو کرنے کا جو اختیار دیا گیا ہے، وہ مرکزی حکومت کو مکمل صوابدید فراہم کرتا ہے، جس کا استعمال کسی قانون سازی کے التزام سے نہیں ہوتا ہے اور اس لیے یہ غلط ہے۔ یہ ایکٹ کسی بھی ایسے تحفظات کا تعین نہیں کرتا ہے جس کی روشنی میں مرکزی حکومت دفعہ 1 (3) کے تحت کارروائی کرنے کے لیے آگے بڑھ سکتی ہے اور مرکزی حکومت کو دیے گئے اس طرح کے غیر تجزیہ شدہ اختیار کو غلط سمجھا جانا چاہیے۔ ہم اس دلیل سے متاثر نہیں ہیں۔ دفعہ 1 (3) واقعی تفویض شدہ قانون سازی کی مثال بالکل نہیں ہے؛ یہ وہی ہے

جسے مشروط قانون سازی کے طور پر صحیح طریقے سے بیان کیا جا سکتا ہے۔ ایکٹ نے اس کے تحت آنے والے ملازمین کے بیمہ کے حوالے سے ایک خودمختار ضابطہ تجویز کیا ہے۔ کئی تدارک اقدامات جن کو مقنّنہ نے ایسے کارکنوں کے حوالے سے نافذ کرنا ضروری سمجھا ہے، ان سے خاص طور پر نمٹا گیا ہے اور ایکٹ کی پالیسی کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مناسب دفعات بنائے گئے ہیں جیسا کہ اس کے متعلقہ حصوں میں بیان کیا گیا ہے۔ ایکٹ کے سیکشن 3 (1) کا مقصد مرکزی حکومت کو ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے ایمپلائز اسٹیٹ انشورنس کی اسکیم کے انتظام کے لیے کارپوریشن قائم کرنے کا اختیار دینا ہے۔ دوسرے لفظوں میں، نوٹیفکیشن کب جاری کیا جانا چاہیے اور کن فیکٹریوں کے حوالے سے اسے جاری کیا جانا چاہیے، یہ مرکزی حکومت کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے اور یہ وہی ہے جو عام طور پر مشروط قانون سازی کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ لارڈ سیلبورن نے کوئین بمقابلہ بورا (1) میں 1869 کے ایکٹ 22 کی متعلقہ دفعات کی بنیاد پر لیفٹیننٹ گورنر کو دیے گئے اختیارات کے بارے میں جو کچھ کہا، اسے مرکزی حکومت کو دیے گئے اختیارات کے بارے میں مساوی جواز کے ساتھ کہا جا سکتا ہے۔ دفعہ 1 (3). اس معاملے میں لارڈ سیلبورن نے کہا:

"ان لارڈشپس کا خیال ہے کہ ان اختیارات کے بارے میں بات کرنا ایک غلط فہمی ہے جو اس طرح لیفٹننٹ گورنر (جو کہ بلاشبہ بڑے ہیں) کو دیئے گئے ہیں گویا، جب ان کا استعمال کیا گیا تھا، تو ان کے تحت کیے گئے کاموں کی افادیت کونسل میں گورنر جنرل کے علاوہ کسی اور قانون سازی کے اختیار کی وجہ سے ہوگی۔ ان کا پورا عمل براہ راست اور فوری طور پر اس ایکٹ (1869 کا XXII) کے تحت اور اس کی وجہ سے ہے۔ مناسب مقنّنہ نے جگہ، شخص، قوانین، اختیارات کے بارے میں اپنے فیصلے کا استعمال کیا ہے اور اس فیصلے کا نتیجہ ان تمام چیزوں کے بارے میں مشروط قانون سازی کرنا رہا ہے۔ شرائط پوری ہونے کے بعد، قانون سازی اب مطلق ہے۔"

مسٹر چٹرجی کی طرف سے اٹھائی گئی عرضی کا یہ پہلا جواب ہے۔

یہ فرض کرتے ہوئے کہ تفویض کا ایک عنصر موجود ہے، عرضی بھی اتنی ہی غیر مستحکم ہے، کیونکہ ایکٹ کی متعلقہ دفعات اور خود ایکٹ کی اسکیم کے ذریعے کافی رہنمائی دی گئی ہے۔ قانون کی تمہید سے پتہ چلتا ہے کہ اسے اس لیے منظور کیا گیا کیونکہ مقنّنہ نے سوچا کہ ملازمین کو بیماری، زچگی اور ملازمت میں چوٹ کی صورت میں کچھ فوائد فراہم کرنا اور اس سے متعلق کچھ دیگر معاملات کے لیے التزام کرنا مناسب ہے۔ اس لیے ایکٹ کی پالیسی غیر مبہم اور واضح ہے۔ فوائد کی مدت، "ملازم"، "فیکٹری"، "بیمہ شدہ شخص"، "بیماری"، "اجرت" اور دیگر اصطلاحات کی مادی تعریفیں شامل ہیں۔ دفعہ 2 ان کارخانوں کی نوعیت کے بارے میں واضح اندازہ لگاتا جن پر ایکٹ کا اطلاق کرنا ہے، ان افراد کے طبقے کے بارے میں جن کے فائدے کے لیے اسے منظور کیا گیا ہے اور اس فائدے کی نوعیت کے بارے میں جو انہیں دیا جانا ہے۔ ایکٹ کا باب دوم کارپوریشن، اسٹینڈنگ کمیٹی اور میڈیکل بینیفٹ کونسل اور ان کے آئین سے متعلق ہے؛ باب III مالیات اور آڈٹ کے مسئلے سے متعلق ہے؛ باب IV ملازمین اور آجر دونوں کی طرف سے شراکت کے لیے دفعات بناتا ہے، اور باب V وہ فوائد تجویز کرتا ہے جو کارکنوں کو دیے جانے ہیں؛ یہ ان فوائد کے حوالے سے عمومی دفعات بھی دیتا ہے۔ باب V-A عارضی دفعات سے متعلق ہے؛ باب VI تنازعات اور دعووں کے فیصلے سے متعلق ہے؛ اور باب VII جرمانے کا تعین کرتا ہے۔ آٹھواں باب جو کہ آخری باب ہے، متفرق معاملات سے متعلق ہے۔ چیزوں کی نوعیت میں، مقنّنہ کے لیے یہ فیصلہ کرنا ناممکن ہوتا کہ کن علاقوں میں اور کن فیکٹریوں کے سلسلے میں ایمپلائز اسٹیٹ انشورنس کارپوریشن قائم کی جانی چاہیے۔ یہ واضح ہے کہ اس قسم کی اسکیم، اگرچہ بہت فائدہ مند ہے، لیکن پورے ملک میں ایک ہی وقت میں متعارف کرائی جاسکتی ہے۔ ایسے فائدہ مند اقدامات جن کے لیے محتاط تجربے کی ضرورت ہوتی ہے انہیں بعض اوقات مراحل کے ذریعے اور مختلف مراحل میں اپنانا پڑتا ہے، اور اس لیے

لامحالہ، ایکٹ کے ذریعے تجویز کردہ قانونی فوائد کو بڑھانے کا سوال مناسب حکومت کی صوابدید پر چھوڑنا پڑتا ہے۔"دفعہ 2 (1) کے تحت مناسب حکومت کا مطلب مرکزی حکومت یا ریلوے انتظامیہ یا ایک بڑی بندرگاہ یا کان یا آئل فیلڈ، مرکزی حکومت، اور دیگر تمام معاملات میں، ریاستی حکومت کے زیر کنٹرول اداروں کے سلسلے میں ہے۔اس طرح، یہ واضح ہے کہ جب ایکٹ کو مختلف اداروں تک بڑھایا جاتا ہے،تو متعلقہ حکومت کو ایمپلائز اسٹیٹ انشورنس کی اسکیم کے انتظام کے لیے کارپوریشن تشکیل دینے کا اختیار دیا جاتا ہے۔فلاحی اسکیموں سے نمٹنے کے لیے جدید قانون سازوں کی طرف سے اپنایا گیا طریقہ یکساں طور پر اسی طرز کے مطابق ہے۔مقنّنہ سماجی و اقتصادی فلاح و بہبود کی ایک اسکیم تیار کرتا ہے، اس کے سلسلے میں تفصیلی دفعات بناتا ہے اور یہ فیصلہ متعلقہ حکومت پر چھوڑ دیتا ہے کہ اس اسکیم کو کب، کیسے اور کس طریقے سے متعارف کرایا جائے۔یہ، ہماری رائے میں،ضرورت سے زیادہ تفویض کے مترادف نہیں ہوسکتا۔

اس عدالت نے ضرورت سے زیادہ تفویض کے سوال پر اکثر غور کیا ہے اور اس سے نمٹنے کے لیے اپنایا جانے والا نقطہ نظر اب شک میں نہیں ہے۔ایڈورڈ ملز کمپنی لمیٹڈ، بیوار اور دیگر بمقابلہ ریاست اجمیر اور ایک اور(1) میں، اس عدالت نے اس کے جواز کو چیلنج کرنے سے انکار کر دیا۔کم از کم اجرت ایکٹ، 1948 کی دفعہ 27 (نمبر۔1948 کا 11)، جس کے تحت مناسب حکومت کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ وہ شیڈول کے کسی بھی حصے میں کوئی بھی ملازمت شامل کرے جس کے سلسلے میں اس کی رائے تھی کہ کم از کم اجرت ایک خاص انداز میں نوٹیفکیشن دے کر طے کی جائے گی، اور یہ فراہم کی گئی تھی کہ نوٹیفکیشن کے معاملے پر، اسکیم، ریاست کو اس کی درخواست میں، اسی کے مطابق ترمیم شدہ سمجھی جائے گی۔اس مسئلے سے نمٹنے میں، اس عدالت نے مشاہدہ کیا کہ دفعہ 27 کی دفعات میں وفد کا ایک عنصر مضمر ہے، کیونکہ مقنّنہ، ایک لحاظ سے، اس کی طرف سے مخصوص کسی دوسرے ادارے کو کچھ کرنے کا اختیار دیتا ہے جو وہ خود کرسکتا ہے؛ لیکن یہ قرار دیا گیا کہ ایسا

تفویض غیر ضروری اور غیر آئینی نہیں تھا اور یہ جائز تفویض کی حدود سے تجاوز نہیں کرتا تھا۔اسی اثر کے لیے اس عدالت کے حالیہ فیصلے میسرز بھیکو سا یاماسا شتریا اور ایک اور بمقابلہ سنگم اکولا تعلقہ بیڑی کامگر یونین اور دیگر(2)، اور بھیکو سا یاماسا شتریا (پی) لمیٹڈ بمقابلہ۔ یونین آف انڈیا اور دوسرا(3)۔لہذا،ہمیں یہ ماننا چاہیے کہ ایکٹ کی اعتراض شدہ دفعہ 1(3) کو آئینی طور پر غلط نہیں دکھایا گیا ہے۔ان اپیلوں سے الگ ہونے سے پہلے، ایک اور نقطہ ہے جس کا حوالہ دیا جانا چاہیے۔ہم پہلے ہی ذکر کر چکے ہیں کہ مدعا علیہ نمبر 3 کی طرف سے دفعہ 1(3) کے تحت نوٹیفکیشن جاری کیے جانے کے بعد 28 اگست 1960 کو وہ تاریخ مقرر کی گئی جس پر ریاست بہار کے کچھ علاقوں میں ایکٹ کی کچھ دفعات نافذ ہونی چاہئیں، مدعا علیہ نمبر 1 کے چیف ایگزیکٹو آفیسر نے ریاستی حکومت کے نوٹیفکیشن کو نافذ کرتے ہوئے نوٹس جاری کیے اور اپیل گزاروں کو آگاہ کیا کہ مذکورہ نوٹیفکیشن کی وجہ سے ماضی میں انہیں جو طبی فوائد دیے جا رہے تھے وہ اس وقت تک ایکٹ کی متعلقہ دفعات کے تحت موصول ہو جائیں گے۔ ہائی کورٹ کے سامنے اپیل گزاروں کی طرف سے زور دیا گیا کہ یہ نوٹس غلط ہیں اور انہیں کالعدم قرار دیا جانا چاہیے۔اس دلیل کی حمایت میں جس دلیل پر زور دیا گیا تھا وہ یہ تھی کہ مدعا علیہ نمبر 1 تینوں اپیلوں میں اپیل گزاروں کو ان کی طرف سے فراہم کردہ فوائد کو کم کرنے کے حقدار نہیں تھے اور یہ کہ مذکورہ فوائد اس اسکیم کے تحت فوائد کے معیار یا مقداری طور پر یکساں نہیں تھے جو ایکٹ کے تحت نافذ کیے گئے تھے۔ ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا ہے کہ یہ سوال کہ آیا مدعا علیہ نمبر 1 کے جاری کردہ نوٹس اور سرکلر غلط تھے، آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت غور نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جسے صنعتی تنازعات ایکٹ کی دفعہ 10 کے تحت اپیل گزاروں کے ذریعے تنازعہ کی شکل میں مناسب طریقے سے اٹھایا جا سکتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ آرٹیکل 226 کے تحت ہائی کورٹ کو دیئے گئے اختیارات بہت وسیع ہیں، لیکن مسٹر چیٹرجی کی طرف سے یہ تجویز نہیں کی گئی ہے کہ یہ اختیارات بھی اپنے وسیع صنعتی تنازعات کے اندر اس طرح کے

تنازعات کو اٹھا سکتے ہیں جو یہ تنازعہ اٹھانا چاہتا ہے۔ لہذا، تنازعہ کی خوبیوں پر کسی رائے کا اظہار کیے بغیر، ہم ہائی کورٹ کے اس نتیجے کی تصدیق کریں گے کہ اپیل گزاروں کے لیے مذکورہ نوٹسوں اور سرکولر کے سلسلے میں اپنی شکایات کو واضح کرنے کے لیے جو مناسب علاج دستیاب ہے، اس کا سہارا لینا ہے۔ 10 صنعتی تنازعات ایکٹ، یا اگر ممکن ہو تو، ایکٹ کی دفعہ 74 اور 75 کے تحت راحت حاصل کریں۔

نتیجہ یہ ہے کہ اپیلیں ناکام ہو جاتی ہیں اور مسترد کر دی جاتی ہیں۔ اخراجات کے حوالے سے کوئی آرڈر نہیں ہوگا۔

اپیلیں مسترد کر دی گئیں۔

Meraj U Din Sofi
2024.04.02 15:04
I attest to the accuracy and
integrity of this document